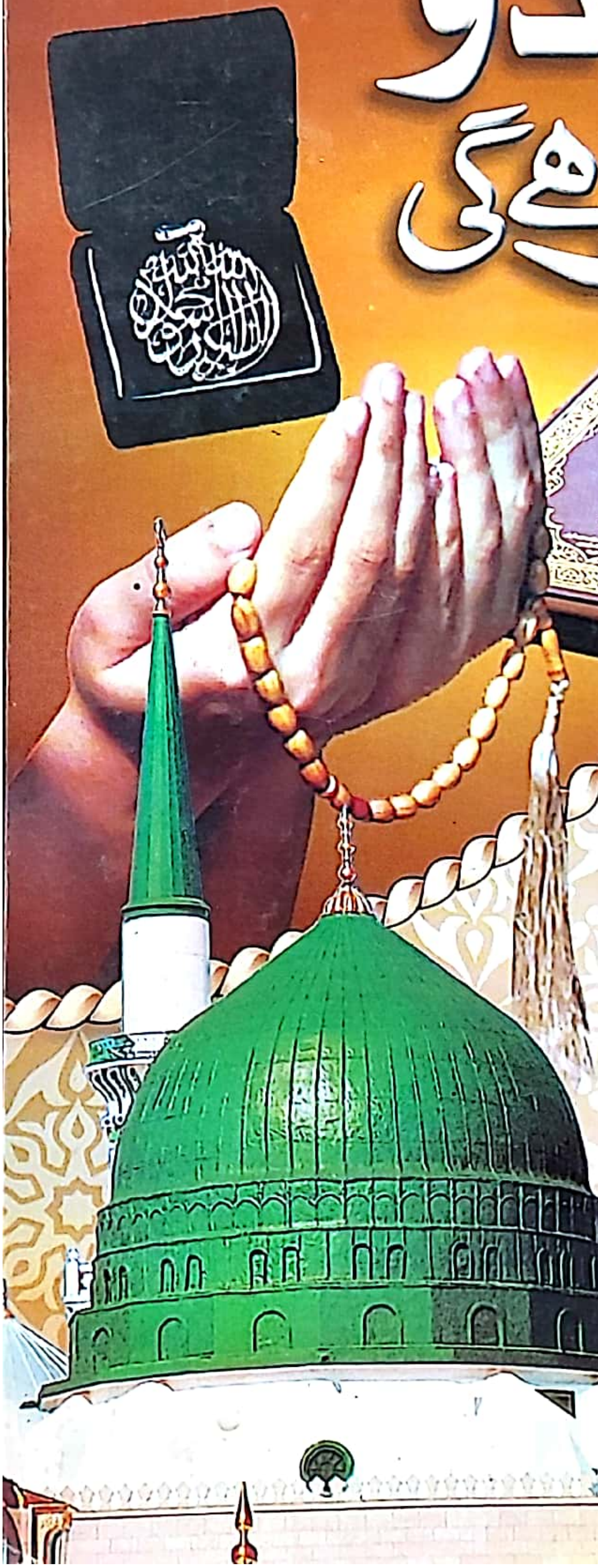
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

تحفہ دو
محبت بڑھے گی



- ایمان کا کمزور ترین درجہ
- محبت بڑھانے کا انوکھا انداز
- ایصالِ ثواب کا مطلب
- مرنے کے بعد ایصالِ ثواب کا سلسلہ
- تحفہ رد نہیں ہوتا
- روحانی انعامات
- سنہری اصول
- عظیم الشان تحفہ

ابو المدنی
حافظ حفیظ الرحمن
قادری رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفہ دو محبت بڑھے گی

ابو المدنی حافظ محمد حفیظ الرحمٰن قادری

یونیک پرنٹرز
E-210 فلور II مکہ الیکٹرک مارکیٹ شاہ عالم لاہور 0321-9226463

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

نام کتاب: تحفہ دو محبت بڑھے گی

مصنف: ابو المدنی حافظ محمد حفیظ الرحمٰن قادری

مرتب: محمد زاہد عطاری

کمپوزنگ: محمد یاسر عطاری 0344-4195144

پروف ریڈنگ: علامہ لیاقت حسین عطاری قادری

پبلشر: یونیک پرنٹرز 210/E فلور II مکہ الیکٹرک مارکیٹ شاہ عالم لاہور 0321-9226463

صفحات: 48

سن اشاعت: جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ بمطابق مارچ 2014ء

ہدیہ: 50 روپے

ملنے کا پتہ

یونیک پرنٹرز

210-E فلور II مکہ الیکٹرک مارکیٹ شاہ عالم لاہور 0321-9226463

فہرست

مقدمہ

نَحْمُدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْد

تمام تعریفیں اس رب ذوالجلال کے لیے جس نے انسان کو ایک قطرے سے پیدا کیا۔ پھر اسی قطرے سے جسم کے مختلف اعضاء بنائے اور پھر عضو کی خاصیت جدا جدا نکلی۔ یعنی جو کام ہاتھ کرسکتا ہے وہ کان نہیں کرسکتا اور جو منہ کام کرتا ہے وہ پاؤں نہیں کرسکتے۔ حالانکہ سب کے سب ایک قطرے سے ہی بنے ہیں۔ پھر کسی کو کالا بنادیا تو کسی کو گورا کسی سالم اعضاء تو کسی کو معذور بنادیا۔

کروڑوں درود کروڑوں سلام اس پیارے آقا ﷺ پر جنھوں نے ان تمام گورے کالے اور امیر غریب کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کردیا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

آج کے اس پرفتن دور میں ہر طرف نفرتیں، عداوتیں اور بغض حسد کی بیماریاں بڑھ چکی ہیں۔ اس کی وجہ دین سے دوری ہے۔ میرے دل میں خواہش تھی کہ ایک کتاب ایسی لکھی جاء جس میں محبت کا درس دیا جائے کیونکہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی تو نبی پاک ﷺ نے پوچھا تو قیامت کے بارے میں تو سوال کررہا ہے۔ ذرا یہ تو بتا کہ تو نے قیامت کے لیے تیاری کیا کی ہوئی ہے؟ تو صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ تیاری تو کچھ نہیں البتہ مجھے آپ ﷺ سے بہت محبت ہے تو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر تو خوش ہوجا قیامت کے روز بندہ اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا جس کے ساتھ دنیا میں محبت کرتا ہے۔

اب محبت کیسے بڑھائی جائے تو پیارے آقا ﷺ نے خود ہی اس کا طریقہ بتا دیا جائے کہ تحفہ دو محبت بڑھے گی تو دنیا میں رہتے ہوئے ۔ہمیں نیک بندوں سے محبت بڑھانی چاہیے کیونکہ یہی محبت ہے جو قیامت کے روز کام آئے گی تو جو حضرات زندہ ہیں ۔ان کے ساتھ محبت بڑھانے کا طریقہ بتا دیا گیا تو جو ہماری آنکھوں سے پردہ فرما چکے ہیں ۔ان سے کیسے محبت بڑھائی جا سکتی ہے ۔اس کتاب میں وہ طریقہ بھی درج کر دیا ہے ۔کہ ان کے لیے بہترین تحفہ ایصال ثواب ہے ۔

اس کتاب میں ایصال ثواب کرنے کا طریقہ اور بزرگانِ دین کی بارگاہ میں حاضری کا طریقہ بھی درج کیا گیا ہے ۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اس کتاب کو بھی مقبول عام بنائے اور امت مسلمہ کی اصلاح کا باعث بنے ۔

آخر میں ان تمام حضرات کو شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھ ناچیز کی تحریر کو کتابوں کی پسند فرمایا اور گاہے بگاہے ، ٹیلی فون اور میسجز کے ذریعے میری حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں ۔یہ ان کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے ۔کہ الحمدللہ ۱۳ کتابیں منظر عام پر آچکی ہے ۔جلد منظر عام پر آنے والی ہیں ۔

1- آقا ﷺ کا حسن اخلاق

2- عاشق مصطفیٰ ﷺ کون؟

3- سکون کیسے ملے؟

آپ کی مثبت رائے کا منتظر ہوں گا ۔

منجانب:

ابوالمدنی حافظ محمد حفیظ الرحمٰن قادری رضوی

A-138 رحمانی روڈ مغل پورہ لاہور

فون نمبر: 0300/0321-9461943

تحفہ دو محبت بڑھے گی

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ جب سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوتے تو تحفہ لے کر آتے تھے۔ اس لیے کہ ہر کوئی چاہتا تھا کہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ سے محبت بڑھ جائے اور ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم نیک لوگوں کو تحفے دیں تا کہ ہماری ان سے محبت بڑھ جائے کیونکہ نیک لوگوں کی محبت قیامت کے روز کام آنے والی ہے۔

نبی پاک ﷺ سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! ﷺ قیامت کب آئے گی۔ تو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ تم قیامت کے بارے میں سوال کر رہے ہو۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! ﷺ تیاری تو کچھ نہیں کی البتہ مجھے آپ ﷺ سے بہت محبت ہے۔ تو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ تم خوش ہو جاؤ اس لیے کہ دنیا میں تم جس سے محبت کرتے ہو قیامت کے روز اسی کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے۔ (بخاری شریف ج ۱، ص ۲۱ قدیمی کتب خانہ)

محبت بڑھانے کا بہترین طریقہ جو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **تحفہ دو محبت بڑھے گی۔** ① اب یہ تحفہ جس کو بھی دو گے محبت بڑھتی چلی جائے گی۔ چاہے کسی نیک آدمی کو دیا جائے یا بُرے کو دیا جائے محبت بڑھے گی۔ اب ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمیں محبت کس سے بڑھانی چاہیے اور ہم کن سے محبت بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عقلمند کے لیے اشارہ کافی ہے۔

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ دنیا میں جس سے محبت کرے گا قیامت کے روز اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا تو جو بندے بے نمازیوں، شرابی، زانی،

---

① الادب المفرد، البخاری، باب قبول الهدیه الحدیث ۶۰۷ ص ۱۸۷

سودخور، بدعقیدہ لوگوں سے محبت کرتے ہیں قیامت کے روز انہیں کے ساتھ دوزخ میں ڈال دیئے گئے تو کیا بنے گا۔اس کے برعکس جواللہ عزوجل اوراس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم، اولیائے کاملین متقی پرہیزگاروں سے محبت کرتے ہیں۔انہیں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

سرکاردوعالم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان بالکل سچ پرمبنی ہے کہ تحفہ دومحبت بڑھے گی۔اب تحفہ کسی کو بھی دیا جائے محبت میں اضافہ ہوگا۔لہٰذااگرکوئی نامحرم عورتوں کوتحفہ دے گایامردوں کوبدکاروں، گنہگاروں کوتحفہ دے گاتوان سے بھی محبت بڑھے گی اوراگرکوئی اللہ عزوجل کے نیک بندوں کوتحفہ دیتاہےتوان کےساتھ محبت بڑھے گی۔اب جس کی مرضی ہے جس سے چاہے محبت بڑھالے۔لیکن ایک عقلمندکوشش کرتاہےکہ اس کی محبت نیک لوگوں کےساتھ بڑھ جائے جس کی چندوجوہات ہیں۔

اصل دوست

مثل مشہورہےکہ دوست وہ جومصیبت میں کام آئےتوسب سے بڑی مصیبت کادن قیامت کاہے۔جوقیامت میں کام آئے وہی حقیقی دوست ہوگا۔قرآن مجیدفرقان حمیدمیں اللہ عزوجل نے ارشادفرمایا:۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۠ؕ

ترجمہ کنزالایمان: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگرپرہیزگار۔(الزخرف:٦٧پ٢٥)

قیامت کے ہولناک منظرکی وجہ سے بھائی بھائی سے دوربھاگ رہاہوگا۔یہاں تک کہ ماں اپنے بیٹے سے دوربھاگ رہی ہوگی۔لیکن اس دن اگردوستی قائم رہے گی تونیک لوگوں کی۔قیامت کے روزیہ ایک دوسرے کے کام آئیں گے۔توپھردوستی انہی سے لگانی چاہیے جنہوں نے قیامت کے روزکام آناہے۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھرپورکوشش ہوتی تھی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بےکس پناہ میں حاضرہوتے

تو کوئی تحفہ لے کر آتے تھے اور تحفہ ایک ایسی چیز ہے جو رد نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا نبی پاک ﷺ تحفے کو قبول فرماتے خود بھی تناول فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی دیا کرتے۔

دودھ کا پیالہ

حدیث مبارک میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھوک شدت سے لگی ہوئی تھی۔ دل میں خواہش تھی کہ کچھ کھانے کو مل جائے۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ دودھ کا ایک پیالہ تحفے کے طور پر لے کر حاضر خدمت ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے میں بڑا خوش ہوا کہ اب یہ دودھ کا پیالہ مجھے دیا جائے گا میں خوب سیر ہو کر پیوں گا۔

نبی پاک ﷺ نے دودھ کا پیالہ قبول فرمایا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ادھر آؤ میں بڑا خوش ہوا کہ مجھے بلایا ہے تو دودھ کا پیالہ بھی مجھے ملے گا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ یہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جن کا کوئی گھر بار نہیں تھا۔ مسجد نبوی شریف کے باہر ایک چبوترہ تھا اس پر بیٹھے رہتے تھے۔ اگر کچھ میسر آ جاتا ہو تو کھا لیتے۔ ورنہ صبر کرتے تھے۔ ان کے تعداد مختلف اوقات میں کم وبیش ہوتی رہتی تھی۔ اس وقت ان کی تعداد تقریباً ستر کے قریب تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سوچنے لگے کہ دودھ کا ایک پیالہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ستر کے قریب ہے میرے حصے میں کیا آئے گا۔ لیکن نبی پاک ﷺ کا حکم تھا۔ اصحاب صفہ کو بلا لایا۔ نبی پاک ﷺ نے دودھ کا پیالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور ساتھ ارشاد فرمایا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پلا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پیالہ پہلے صحابی رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ انھوں نے خوب پیٹ بھر کر پیا۔ لیکن جب منہ سے جدا کیا تو پیالے میں دودھ اتنا ہی تھا۔ یہاں تک کہ تمام اصحاب صفہ نے پیٹ بھر کر دودھ نوش فرمایا۔ لیکن پیالے میں دودھ اتنے کا اتنا ہی تھا۔ پھر پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم بھی پی لو۔ فرماتے ہیں کہ میں نے خوب پیٹ بھر کر پیا لیکن دودھ پھر بھی اتنا ہی تھا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور پیو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اب تو دودھ باہر آنے لگا ہے۔ یعنی اب پیٹ میں گنجائش نہیں رہی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان نے اس واقعے کو بڑے پیارے انداز میں تحریر کیا ہے کہ

کیوں جناب ابوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

نبی پاک ﷺ نے سب کا بچا ہوا دودھ خود نوش فرمایا۔

(بخاری شریف ج ۱، ص ۹۵۵،۹۵۶، قدیمی کتب خانہ)

اس حدیث مبارک سے پتہ چلا کہ کسی کے بچے ہوئے کھانے سے نفرت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ نبی پاک ﷺ نے خود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بچے ہوئے دودھ کو خود نوش فرمایا اور حدیث مبارک میں ہے کہ مومن کے جھوٹے میں شفا ہے

(کشف الخفاء للبیهقی ج ۱ ص ۵۵۵)

دوسرا پتہ چلا کہ بڑوں کو اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ان کو کھلا کر آخر میں خود کھانا چاہیے۔ اس کے علاوہ یہ بھی پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ اللہ عزوجل کی عطا سے دلوں کے احوال سے بھی واقف ہیں۔ اس لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بار بار ارشاد فرمایا کہ اور پیو باقی کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے نہ ارشاد فرمایا۔ اس لیے کہ انھیں کے دل میں تھا کہ ایک پیالہ ہے اور دعوت سب کو دی جا رہی ہے۔ اس میں سے میرے حصے کیا آئے گا۔

بڑھیاکی کھیر

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں ایک بڑھیا صحابیہ رضی اللہ عنہا کھیر کا تحفہ لائی نبی پاک ﷺ نے ساری کھیر خود ہی تناول فرمالی۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو نہ عطا فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران ہیں کہ آج ہمیں کیوں محروم رکھا گیا؟ بہرحال بڑھیا رضی اللہ عنہا

نہایت خوش ہوئیں کہ کھیر سرکار ﷺ کو اس قدر پسند آئی ہے کہ آپ ﷺ خود ہی تناول فرما گئے ہیں۔ جب بڑھیا واپس چلی گئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آج اس تحفے میں سے ہمیں حصہ نہیں ملا؟ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ بڑھیا کھیر میں میٹھے کی بجائے نمک ڈال کر لے آئی تھی۔ اگر میں یہ تمھیں دے دیتا تو تم نے شکایت کرنی تھی جس کی وجہ سے بڑھیا کا دل ٹوٹ جانا تھا۔ اس لیے میں نے بڑھیا کی دل جوئی کے لیے خود ہی تناول فرمالی۔

کروڑوں درود کروڑوں سلام اس پیارے آقا ﷺ پر کہ اپنے امتیوں کی دلجوئی کا کتنا خیال رکھتے ہیں۔ خود تکلیف اٹھالی بڑھیا کا دل نہیں ٹوٹنے دیا۔ ایسے کریم آقا شفیق آقا ﷺ کہ امت کی بھلائی کی خاطر ساری ساری رات قیام کیا۔ غاروں میں آنسو بہا رہے ہیں۔ شب برأت امت کی بخشش کے لیے رو رو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعائیں کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت کے روز بھی مقام محمود پر جلوہ افروز ہو کر سجدے میں سر رکھ کر اپنی امت کی بخشش کے لیے دعا فرمائیں گے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب رضی اللہ عنہ نے کس پیارے انداز میں منظر کشی کی ہے کہ

باغ رحمت میں محمد ﷺ مسکراتے جائیں گے
پھول رحمت کے جھڑیں گے ہم اٹھاتے جائیں گے
پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دیئے ہیں

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم دین اور ولی کامل تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں ایک عورت مسئلہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئی۔ اچانک اس عورت کی ریح خارج ہوگئی جس کی آواز سنائی دی۔ عورت بڑی شرمندہ ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً عورت سے کہا مائی! ذرا اونچا بولو میں بہرہ ہوں مجھے تیری آواز سنائی نہیں دے رہی۔ عورت بہت خوش ہوئی۔ کہ بزرگوں کو میری ریح کی آواز نہیں پہنچی ہوگی۔ لہٰذا اس نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حل بتایا۔ عورت خوشی خوشی واپس چلی گئی۔ اس دن کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب بھی کوئی بات کرنے کے لیے آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے کہتے کہ ذرا اونچا بولو میں بہرہ ہوں بلکہ اپنے نام کے ساتھ اصم کا لفظ لگا لیا کہ پتہ چلے کہ میں اونچا سننے والا ہوں۔

کافی عرصہ بیتنے کے بعد کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اونچی آواز میں گفتگو کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی آہستہ بولو میں کوئی بہرہ تو نہیں ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی حیران ہوگئے۔ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بہرہ پن ایک قدم میں کیسے ختم ہوگیا۔ پوچھنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت آتی تھی اس کی ریح خارج ہوئی۔ جس کی وجہ سے وہ پریشان ہوئی۔ میں نے سوچا کہ اگر اس کو پتہ چل گیا کہ میں نے ریح کی آواز سن لی ہے تو وہ پریشانی کے عالم میں اپنا مسئلہ بیان نہیں کر پائے گی۔ تو میں نے اس کی دلجوئی کے لیے خود کو بہرہ ظاہر کیا۔ جب عورت چلی گئی تو میں اپنے بہرہ پن پر قائم رہا کہ اگر عورت کو کسی نے بتا دیا کہ حاتم بہرہ نہیں ہے تو وہ پھر پریشان ہو جائے گی۔ لہٰذا میں اپنے بہرہ پن پر قائم رہا۔ آج مجھے پتہ چلا کہ اس بڑھیا کا انتقال ہوگیا ہے تو میں نے اپنا بہرہ پن ختم کر دیا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص ۱۶۹، شبیر برادرز)

اللہ عزوجل ان نیک بندوں پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔ ایک ان بزرگوں کا عمل ہے اور ایک ہمارا عمل ہے۔ ہم نے شاید اپنی زندگی کا مقصد لوگوں کی دل آزاری کرنا بنا لیا ہوا ہے۔ غیبت، چغلی وعدہ خلافی، بہتان بازی وغیرہ وغیرہ کو ہم گناہ سمجھتے ہی نہیں۔

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ یارسول اللہ! ﷺ اگر ایک بندے میں برائی پائی جاتی ہے وہی برائی اس کی غیر موجودگی میں لوگوں کو بتائی جائے تو ایسا کرنا تو غیبت نہیں کہلائے گی۔ تو پیارے آقا ﷺ نے فرمایا اسی کو تو غیبت کہتے ہیں اگر ہم وہ بات کسی کے بارے میں لوگوں کو بتائیں جو برائی اس میں پائی ہی نہیں جاتی تو یہ بہتان ہوگا جو کہ غیبت سے بھی بڑا جرم ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ج۲، ص۴۲٦ مکتبہ رحمانیہ)

اسی طرح محافل میں اس شخص کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے جو محفل میں زیادہ بولے، جھوٹے لطیفے سنائے، گندی گندی باتیں کرے، گالی گلوچ کرے، بے حیائی کی باتیں کرے ہم کہتے ہیں جناب یہ تو محفل کی جان ہے اور یہ تو محفل کو ہی لوٹ کر لے گیا۔ معاذ اللہ! عزوجل کہیں یہ ہمارے ایمانوں کو تو نہیں لوٹ کر لے گیا۔ ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے پھر محفل میں ایک بندے کو ٹارگٹ بنا لیتے ہیں اس پر طعنوں تشنیع کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔ ساری محفل اس کو ذلیل کرتی ہے۔ اس کی دل آزاری کرتی ہے تو اس طرح اپنے مسلمان بھائی کی تذلیل پر سارے خوش ہوتے ہیں۔

حالانکہ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (المائدہ:۲، پ٦)

اسی طرح غیبت کرنے والے غیبت سننے والے دونوں ہی گنہگار ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر غیبت سننے والا منع کر دے تو وہ بندہ غیبت سے بچ سکتا ہے۔ ہم تو اس کو منع کرنے کی بجائے اس کے لیے چائے پانی کا بندوبست کر دیتے ہیں۔ اس

طرح اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ وہ سوچتا ہے میں نے یہاں غیبت کی تو چائے پانی سے تواضع ہوئی آگے چل کر زیادہ غیبت کروں گا کھانا بھی ملے گا۔

ایمان کا کمزور ترین درجہ

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سامنے برائی ہوتی ہوا سے چاہیے کہ اس برائی کو ہاتھ سے روک دے یہ ایمان کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو پھر زبان سے روک دے۔ یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو پھر برائی کو دل سے برا جانے۔

(مشکوٰۃ شریف ج ۲، ص ۴۵۰، مکتبہ رحمانیہ)

ظاہر بات ہے کہ جب برائی کو برا جانے لگا تو وہاں سے ہٹ جائے گا اور یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے۔ جو بندہ برائی کو بُرا بھی نہیں جانتا اور وہیں بیٹھا رہتا ہے تو خود ہی فیصلہ کرو کہ اب اس کے دل میں ایمان کا کونسا درجہ ہوگا۔

تین گروہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس دن کے لیے تشریف لے گئے تا کہ توریت شریف حاصل کریں۔ پیچھے ان کی قوم نے بچھڑہ پوجنا شروع کر دیا۔ اس طرح ان کی قوم میں تین گروہ بن گئے۔ پہلا گروہ وہ تھا جو بچھڑے کو اپنا معبود سمجھتا تھا۔ اس کی عبادت کیا کرتا تھا۔ جبکہ دوسرا گروہ اللہ عزوجل کی عبادت کرتا تھا۔ لیکن بچھڑے کی پوجا کرنے والے کو برا نہیں جانتا تھا۔ ان کے ساتھ میل جول اسی طرح تھے۔ جبکہ تیسرا گروہ اللہ عزوجل کی عبادت بھی کرتا تھا اور بچھڑہ پوجنے والوں کو برا بھی کہتا تھا اور ان کو منع کرتا تھا کہ اللہ عزوجل ہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ ہمیں اسی کی عبادت کرنی ہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا تو پہلے دونوں گروہ تباہ و برباد ہو گئے۔ جبکہ تیسرا گروہ بچ گیا تھا۔ یعنی بچا وہی جو خود بھی نیکی کرتا تھا اور دوسروں کو بھی نیکی کی دعوت دیتا تھا اور برائی سے منع کرتا تھا۔

ہم کس گروہ میں ہیں

آیئے! ہم ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ ہمارا شمار کون سے گروہ میں ہوتا ہے۔ افسوس صد افسوس! آج ہماری اکثریت کی حالت کچھ اس طرح ہے کہ نہ تو ہم خود نیکی کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو نیکی کی دعوت دیتے ہیں اور نہ ہی برائی سے منع کرتے ہیں بلکہ برائی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور نیکی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

محبت بڑھانے کا انوکھا انداز

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کوشش ہوتی تھی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے وقت کوئی تحفہ لے کر جائیں۔ تاکہ محبت بڑھ جائے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ جو کہ بڑے ہی غریب تھے جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لیے جاتے تو ادھار ہی تحفہ لے جاتے تھے۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ قبول فرمالیتے خود بھی تناول فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی تقسیم فرماتے۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کہ اس تحفے کے پیسے بھی دے کر آئے ہو یا نہیں تو وہ عرض کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں۔ جنھوں نے کھایا ہے پیسے بھی وہی دیں گے۔ میں نے کہاں سے دینے ہیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاتے اور پیسے بھی عطا فرما دیتے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۶، ص ۴۹۸، ج ۴۹۹، حاشیہ نمبر ۵)

آتا ہے فقیروں پہ انھیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

قطرہ کسی نے مانگا

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا کا کیا کہنا۔ سب سے پہلے 1989 میں حرمین شریفین حاضری کا شرف ملا۔ ان دنوں میں عمرے کے لیے 15 دن کا ویزہ لگتا تھا۔ رمضان المبارک کے دوسرے عشرے میں سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی

حاضری نصیب ہوئی۔وہاں پتہ چلا کہ یہاں اعتکاف کی سعادت پانے والے خوش نصیب مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کرتے ہیں۔میرے دل میں بھی خواہش پیدا ہوئی کہ اعتکاف کی سعادت حاصل کی جائے۔لیکن ہمارے ویزے کی تاریخ ختم ہو رہی تھی۔بڑا پریشان ہوا۔ایک دن مسجد نبوی شریف میں بیٹھا ہوا تھا۔سامنے سبز سبز گنبد تھا۔بس میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اعتکاف کی اجازت مل جائے۔اتنے میں ایک بندہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ پریشان کیوں ہیں؟ میں نے بتلایا کہ میں اعتکاف کرنا چاہتا ہوں۔لیکن ویزے کی تاریخ ختم ہو رہی ہے۔اس نے کہا کہ لاؤ میں اس کی تاریخ آگے کروا دیتا ہوں۔میں نے عرض کی جناب میں اکیلا نہیں میرا پورا گروپ ہے۔اس نے کہا جناب آپ جتنے افراد ہیں میں سب کی تاریخیں آگے کروا دیتا ہوں۔لہٰذا اس نے سارے گروپ کی تاریخیں آگے کروا دیں۔الحمدللہ عزوجل ایک مرتبہ اعتکاف کی التجا کی تھی۔سرکار ﷺ نے اتنا نوازا کہ ابھی تک دس مرتبہ اعتکاف کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔

میرے کریم سے اگر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں
اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

اب کریم کے در سے لقمہ ملا کہ عادت بگڑ گئی اعتکاف کے دوران سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے عاشق صادق اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان صاحب نے لکھا ہے کہ

ان کے طفیل مولیٰ نے حج بھی کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

تو میں نے عرض کر دی ہے کہ اب آپ ﷺ کے طفیل حج بھی کرنا ہے۔

ملتا نہیں کیا کیا دوجہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے جو تیرے لب پہ نہیں ہے
یہ دربار رسالت ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

آپ یقین جانیئے کہ دوران اعتکاف پیارے آقا ﷺ نے ایسا کرم فرمایا کہ دوران اعتکاف ایک بندہ آیا مجھے تلاش کرتا رہا۔ جب ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ میں نے آپ کے حج کا بندوبست کر دیا ہے۔ الحمدللہ عزوجل 15 دن کا ویزا تھا۔ تقریباً پونے چار مہینے رہنے کی سعادت مل گئی۔ اعتکاف بھی ہو گیا اور ساتھ ساتھ حج کرنے کی سعادت بھی مل گئی۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے کتنی ہی خیرات نہ پوچھو
یہ تو کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو
اس گلی کا گدا ہوں میں
جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

1993ء میں حاضری

قافلے میں شامل افراد نے واپس آ کر کچھ ایسی باتیں بتائیں کہ میری ہمشیرہ کہنے لگی کہ مجھے بھی مدینہ شریف جانا ہے اور آپ کو ساتھ لے کر جانا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے پاس گنجائش نہیں ہے۔ اس نے ضد کی میرا پاسپورٹ تلاش کیا اور ابتدائی کاروائی شروع کر دی۔ میری والدہ ماجدہ (مرحومہ) کہنے لگیں کہ تم اکیلے کیسے جاؤ گے میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میں نے کہا ٹھیک ہے لہٰذا گروپ تیار ہو گیا۔ اس میں گیارہ افراد شامل تھے۔ میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ گیارہ ٹکٹیں چاہیں۔ لیکن پیسے نو کے ہیں۔ وہ کہنے لگے حافظ صاحب کوئی بات نہیں۔ دو کے پیسے واپس آ کر دے دینا۔ یہ قدم اس لیے اٹھایا کہ مجھے نسخے کا پتہ تھا۔ میں نے یہی

سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ جس نے مدینہ شریف بلایا پیسے بھی وہی دیں گے۔ میں نے کہاں سے دینے ہیں۔آپ یقین جانئے کہ سرکار ﷺ نے اتنا نوازا رقم کا بندوبست بھی ہو گیا اور پچھلے سال تقریباً اٹھارہ مرتبہ حاضری کی سعادت حاصل ہو چکی تھی اور اس سال پھر درخواست دی ہوئی ہے۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی عزیز احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ جامع نعیمیہ گڑھی شاہو کے امام خطیب اور بہت بڑے عاشق رسول تھے۔ میں نے خود اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ جلسے کی سٹیج پر اگر بہت سارے علماء و مشائخ بیٹھے ہوتے تو ان سب میں مفتی صاحب قبلہ کا چہرہ اتنا روشن نظر آتا تھا کہ دیکھنے والا بے ساختہ پکار اٹھتا کہ اللہ عزوجل کا ولی بیٹھا ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن بھی تھے اور کمال یہ کہ آخری عمر تک قرآن پاک زبانی یاد تھا۔ مجھے ان کی صحبت میں کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ بلکہ قبلہ مفتی صاحب کچھ عرصے کے لیے ہمارے گھر رہائش پذیر رہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ان کو کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حج بھی کیے اور عمرے بھی ان کو مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بھی نصیب ہوئی۔ بلکہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ ان کو قطب لاہور کہا کرتے تھے۔ آج بھی مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار گڑھی شاہو کے قبرستان جان محمد حضوری رحمۃ اللہ علیہ کے قریب واقع ہے۔ گڑھی شاہو میں حافظ دودھ دھی والے بڑے مشہور ہیں ان کی دوکان کے پیچھے یہ قبرستان موجود ہے۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ اپنی رہائش گاہ میں سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کا میلاد منایا کرتے تھے۔ فرمانے لگے کہ ایک

دن میں محفل میں شریک تھا تو مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور محفل سے جانے لگے۔ میں نے بڑھ کر پوچھا حضرت کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفل میں شرکت کی دعوت دینے جا رہا ہوں۔ تو میں بھی ان کے ہمراہ ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں جلوہ گری ہو جائے تو ہم دیوانوں کی عید ہو جائے۔ پھر کیا تھا جب ہم محفل میں واپس تشریف لائے تو محفل کا رنگ ہی بدل چکا تھا۔ اس قدر روحانیت تھی کہ میری زندگی میں شاید ہی ایسی روحانیت والی محفل کبھی میسر آئی ہو۔

نہ بھولنے والی محفل

انسان کی زندگی بہترین کتاب ہے اور زمانہ بہترین استاد ہے۔ اگر ہم اپنی زندگی کی کتاب کا مطالعہ کریں تو بے شمار واقعات ملیں گے۔ لیکن ان میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جن کو انسان بھلانا بھی چاہے تو بھلا نہیں سکتا۔ اس وقت میری عمر تقریباً 58 سال ہو چکی ہے۔ زندگی میں بے شمار محافل میں شرکت کا موقع ملا۔ آج سے تقریباً 38 سال قبل پہلے داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں محفل نعت ہوئی تھی۔ ایسی محفل میں نے زندگی میں کبھی اور نہیں دیکھی۔

انجمن عندلیبان ریاض رسول کے زیر اہتمام کل پاکستان محفل نعت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ میرے ایک دوست نے مجھے دعوت دی تھی۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت تھکن سے میرا جسم چور چور تھا۔ لیکن میں انکار نہ کر سکا سوچا کہ وہاں جا کر سو جائیں گے۔ لیکن جب وہاں پہنچے تو محفل میں اس قدر روحانیت تھی کہ تھکن کا نام و نشان نہ رہا۔ اس محفل میں ملک کے نامور نعت خواں مثلاً ظہوری قصوری، اعظم چشتی، عبدالستار نیازی، رحمہم اللہ اور دیگر بڑے بڑے نعت خواں موجود تھے۔ لیکن اتنے بڑے نعت خوانوں کی موجودگی میں محفل گجرات کا سائیں مستانہ لوٹ کر لے گیا۔ تب اس کی باری

آئی تو اس نے سیف الملوک کے چند اشعار پڑھے

جن کا مفہوم کچھ اس طرح تھا کہ

اٹھ دلا نیوں لگ دا دل میرا
تے چل مدینے نوں چلیے

بس یہ شعر پڑھنے کی دیر تھی کہ محفل میں رقت طاری ہوئی۔عموماً محافل میں دیکھا گیا ہے کہ رقت طاری ہو تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔لیکن اس محفل کی کیفیت کچھ اس طرح کی تھی کہ لوگ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے اور سائیں مستانہ صاحب بار بار یہی شعر پڑھتے جا رہے تھے اور لوگ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے۔ جب ان کا وقت پورا ہو گیا تو ظہوری قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اپنے وقت کے بہت بڑے نعت خواں تھے۔وہ کھڑے ہوئے لیکن بات نہ بن سکی۔ لوگوں نے شور مچا دیا کہ ان کو بٹھا دو مستانہ صاحب کو دوبارہ وقت دیا جائے۔مجبوراً ظہوری صاحب کو بٹھانا پڑا۔ مستانہ صاحب پھر شروع ہو گئے۔محفل میں پھر وہی کیفیت طاری ہو گئی۔کافی دیر کے بعد اعظم چشتی کی باری آئی۔انھوں نے جو نعت پڑھی ابھی تک اس کے اشعار یاد ہیں۔ کہ

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر

لیکن یہ بھی بات نہ بنا سکے۔لوگوں نے پھر شور مچانا شروع کر دیا کہ ان کو بٹھا دیا جائے۔مستانہ صاحب نے پھر پڑھنا شروع کر دیا۔محفل کی کیفیت پھر ویسی ہو گئی۔لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔پھر فیصل آباد کے عبدالستار نیازی صاحب جو کہ بہت بڑے نعت خواں اور شاعر ہیں۔لیکن ان سے بھی بات نہ بنی اور عوام نے پھر شور مچا دیا کہ مستانہ صاحب کو موقع دیا جائے مستانہ صاحب پھر وہی شعر پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔محفل کی کیفیت پھر ویسی ہی بن جاتی ہے۔میرا غالب گمان ہے کہ یہ شعر انھوں نے سینکڑوں مرتبہ پڑھا ہوگا۔ہر مرتبہ عوام کی کیفیت ویسی ہو جاتی تھی۔

آج کل تو بہت ساری محافل میں عمرے کے ٹکٹ رکھے جاتے ہیں۔لیکن اس دور میں کسی کے تصور میں بھی نہ تھا محفل کی کیفیت سے متاثر ہو کر خواجہ آٹو زوالے (ویسپا سکوٹر) انھوں نے اعلان کیا کہ سائیں مستانہ کو عمرے کا ٹکٹ دیا جاتا ہے۔ایک اور آدمی کھڑا ہوا اس نے اعلان کیا کہ ٹکٹ کے علاوہ جو اخراجات ہوں گے وہ تمام اخراجات میری طرف سے ہوں گے۔سائیں مستانہ صاحب عمرہ کی سعادت حاصل کرنے روانہ ہو گئے۔جب واپس آئے تو پھر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر محفل کا اہتمام کیا گیا۔پہلے تو ہم اچانک محفل میں گئے تھے۔اب کی مرتبہ اہتمام سے گئے اور بڑے ارمان لے کر گئے کہ پہلے تو سائیں مستانہ نے مدینہ منورہ نہیں دیکھا تھا۔اب تو دیکھ آئے ہیں تو اس مرتبہ محفل کا رنگ کچھ اور ہوگا۔لیکن ایسا نہ ہو سکا۔اُب کی مرتبہ مستانہ صاحب پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے وہی اشعار پڑھ رہے تھے لیکن لوگوں پر کیفیت طاری نہیں ہو رہی تھی۔مجبوراً چند مرتبہ انھوں نے وہ اشعار پڑھے۔پھر ان کو بٹھا دیا گیا۔

مجھے اس بات پر بڑی پریشانی ہوئی کہ معاملہ کیا ہے؟ سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ دربار شریف بھی وہی، پڑھنے والا بھی وہی، بلکہ پہلے اس نے مدینہ منورہ نہیں دیکھا تھا۔اب دیکھ کر آیا ہے۔بہر حال میں نے کسی اہل نظر سے رابطہ کیا۔ان سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے۔وہ بہت مسکرائے اور فرمانے لگے کہ محفل میں اللہ عزوجل کا مقبول بندہ آجائے تو محفل میں روحانیت پیدا ہو جاتی ہے۔اس دن محفل میں خود سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھے پوری کائنات کی روحانیت اُس جگہ اکٹھی تھی۔اس لیے محفل میں ایسی کیفیت پیدا ہوئی تھی۔

میرا بھی یقین پختہ ہو گیا اور پھر میں نے خود محسوس بھی کیا بعض اوقات دورانِ تقریر بڑی روحانیت ہوتی ہے اور وہی تقریر کسی اور جگہ کریں تو وقت پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر

ایک مرتبہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے بارگاہ غوثیت میں عرض کرنے لگے کہ میں علم حاصل کر کے آیا ہوں۔آج محفل میں ایسے ایسے نکات بیان کروں گا۔ایسی تقریر کروں گا کہ محفل کی کیفیت کچھ اور ہو جائے گی۔لیکن جب انھوں نے بیان شروع کیا تو مجمع پر کوئی اثر نہ ہوسکا۔کافی دیر کوشش کرنے کے بعد وہ بیٹھ گئے۔پھر غوث اعظم رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور بیان شروع کیا جس میں معمول کے مطابق بیان کیا تو مجمع کی کیفیت اس قدر روحانی ہوگئی کہ لوگوں کو وجد آ گیا۔اس وجدانی کیفیت میں بہت سارے جنازے اٹھ گئے۔یعنی لوگوں نے شہادت کا جام نوش کیا۔(بہجۃ الاسرار ص ۲۸۵،۲۸۶ اکبر بک سیلرز لاہور)

مدینہ منورہ میں ختم قرآن

سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی کہ تقریباً ہر سال رمضان المبارک میں حاضری کی سعادت عطا فرمادیتے ہیں۔ایک مرتبہ رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن پاک سنانے کا پروگرام ہوٹل میں ہی بنالیا۔مسجد نبوی شریف کے محراب کی طرف سے مسجد بلال کے سامنے بلڈنگ تھی۔جہاں قرآن پاک سنانے کی سعادت ملی جب ختم قرآن پاک کا موقع آیا تو مجھے مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل یاد آ گیا۔میں نے سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ختم قرآن پاک کی محفل ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرکت کی التجاء ہے۔اس کے بعد واپس بلڈنگ میں آ گیا نماز کے بعد محفل کا آغاز ہوا۔مجھے خبر نہیں کہ کہاں کہاں سے افراد آ گئے۔پھر نعت خواں حضرات بھی آ گئے۔تبرکات کا بھی اہتمام ہوا۔آپ یقین جانیے کہ محفل میں اس قدر روحانیت تھی کہ لوگ اشکبار تھے اور میری زندگی میں یہ محفل نہ بھولنے والی تھی۔

جو خیال آیا تھا خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
وہ مہک تھی لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے
سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ ﷺ

پردہ کرنے والوں کے لیے تحفہ

جو حضرات بظاہر حیات ہیں ان سے محبت بڑھانے کا طریقہ تو پتہ چل گیا کہ ان کی خدمت میں حاضر ہوں اور کوئی تحفہ لے جائیں محبت بڑھ جائے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے جو حضرات پردہ فرما چکے ہیں۔ ان سے محبت بڑھانے کا کیا طریقہ ہوتا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک اللہ عزوجل کے بعد سب سے بزرگ ہستی پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ پھر انبیاء کرام علیہم السلام پھر صحابہ کرام، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم ان کی محبت حاصل کرنا ہمارے لیے تو ممکن نہیں تو محبت کیسے بڑھائی جائے۔ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ جو حضرات پردہ فرما جائیں ان کے لیے سب سے بڑا تحفہ ایصال ثواب ہے۔ اس تحفے میں جتنی زیادتی کرو گے محبت اتنی ہی بڑھتی جائے گی۔

ایصال ثواب ہر ایک کے لیے فائدے مندھے

بعض افراد اعتراض کرتے ہیں کہ گنہگاروں کو ایصال ثواب کا فائدہ ہوگا لیکن جو اللہ عزوجل کے نیک بندے ہیں تم ان کو گنہگار سمجھتے ہو جو ان کو ایصال ثواب کرتے ہیں تو یاد رکھیں کہ ایصال ثواب ہر ایک کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔ بلکہ ایصال ثواب کرنے والے کے لیے بھی فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس لیے کہ جس کو ایصال ثواب کیا جارہا ہے اللہ عزوجل اس کی برکت سے اس کے گناہوں کو معاف فرمادے یا کم کردے۔ اس لیے اس کی سزا معاف ہو جائے گی یا کم کردی جائے گی اور اگر وہ نیک بندہ ہے تو ایصال ثواب کی برکت سے اللہ عزوجل اس کے درجات کو بلند فرمادے گا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ عزوجل کے ہاں درجات کی کمی نہیں ہے۔

اب آپ خود ہی سوچیں کہ نیک بندہ ہے تو ایصالِ ثواب کی برکت سے اللہ ﷻ اس کے درجات کو بلند فرما دے گا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ ﷻ کے ہاں درجات کی کمی نہیں ہے۔

اب آپ خود ہی سوچیں کہ جس کی سزا معاف ہو جائے یا کم ہو جائے یا درجات کی بلندی نصیب ہو تو وہ ہمارے حق میں ایصالِ ثواب کرنے والے کے حق میں کس قدر دعائیں کرے گا۔ نجانے کس کی دعا سے ہماری دنیا اور آخرت سرسبز ہو جائے۔

ایصال ثواب کا مطلب

ایصال کا مطلب ہے پہنچانا اور ثواب کا مطلب ہے نیکی ۔ مراد یہ ہے کہ زندہ بندہ اپنے اعمال سے فوت شدگان کو فائدہ پہنچائے مگر کچھ افراد اس کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک زندہ بندہ مرنے والوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ہر بندہ کے اعمال اس کے لیے فائدہ مند ہیں دوسروں کو اس سے فائدہ نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اس کے بہت دلائل ہیں جنہوں نے نہیں ماننا ان کے لیے کوئی دلیل فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔

ابوجہل مٹھی میں کنکریاں بند کر کے لایا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ اگر آپ سچے نبی ہیں تو نبی تو غیب جاننے والا ہوتا ہے۔ اگر آپ غیب جانتے ہیں تو بتائیں۔ میری مٹھی میں کیا ہے؟ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا چیز ہے یا جو مٹھی میں چیز ہے وہ بتلا دے کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا جو مٹھی میں بند ہے وہ بتلا دے پھر تو بڑا کمال ہو جائے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بولنے کے لیے زبان کی ضرورت ہوتی ہے اور منہ کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جبکہ ان کنکروں میں یہ بات پائی نہیں جاتی وہ کیسے بولیں گے۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ ایسے بااختیار نبی ﷺ ہیں کہ ان کا اشارہ ہو جائے تو پتھروں کو بولنے کا شعور آ جاتا ہے۔ ان کے اشارے سے تو درخت بھاگے آتے ہیں۔ ان کا اشارہ ہو جائے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ڈوبا ہوا سورج واپس آ جاتا ہے۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

بہر حال سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کا اشارہ ہوا کنکروں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ (شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن)

اب ذرا غور کریں کہ مٹھی میں کنکر کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ لیکن مٹھی والا پھر بھی کلمہ نہیں پڑھ رہا۔ شاید اس کی نسل بھی باقی ہے جو اتنے واضح دلائل ہونے کے باوجود انکار کرتے ہیں۔ بہر حال جن کے دلوں میں ہدایت قبول کرنے کا نور موجود ہے ان کے لیے دلائل حاضر ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۲، ص ۱۴۱ قدیمی کتب خانہ)

مرنے کے بعد ثواب کا سلسلہ

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے کا انتقال ہو جاتا ہے۔ اس کا نامہ اعمال بند کر دیا جاتا ہے۔ لیکن تین کام ایسے ہیں جو مرنے کے بعد بھی اس کی نیکیوں میں اضافے کا باعث بنے رہتے ہیں۔

(۱) صدقہ جاریہ (۲) نفع دینے والا علم (۳) نیک اولاد

مطلب یہ ہے کہ مرنے سے پہلے کوئی مدرسہ، مسجد، ہسپتال یا عوام کی بھلائی کے لیے کوئی کام کر لیا ہے کہ اب خود تو مر گیا ہے جتنی دیر تک مسجد قائم رہے گی مدرسہ قائم رہے گا لوگ اس میں نیک اعمال کریں گے ان کا ثواب ان کو ملے گا اور اتنا ہی ثواب مسجد بنانے والے اور دیگر نیک کام کرنے والوں کے نیک اعمال میں درج ہوتا رہے گا۔

(۲) اسی طرح مرنے سے پہلے کسی کو قرآن پڑھا گیا ہے یا دینی علوم سکھا گیا ہے خود تو مر گیا لیکن قرآن پڑھنے والے دینی علوم پھیلانے والے چھوڑ گیا ہے۔ ان کو تو ثواب ملے گا ہی لیکن ان کے برابر ثواب پڑھانے والے کو بھی ملے گا۔ چاہے وہ انتقال کر چکا ہے۔

(۳) نیک اولاد چھوڑ گیا اب یہ اولاد زمین پر نیکیاں کریں گے ثواب والدین کو قبروں میں پہنچایا جائے گا۔

اب اس حدیث مبارک پر غور کیا جائے گا تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگی کہ اولاد زندہ رہے گی۔ قرآن پڑھنے پڑھانے والے زندہ ہیں اوران کا ثواب مرنے والے کو پہنچ رہا ہے۔اب خود ہی سوچ لیں کہ زندہ بندے کے عمل سے مرنے والوں کو کس قدر فائدہ پہنچتا ہے۔

نمازجنازہ

جو بندہ یہ کہے کہ زندہ بندے کے عمل سے مرنے والوں کو فائدہ نہیں پہنچتا تو میں پھر ادب سے عرض کروں گا کہ مرنے والے کی نماز جنازہ کیوں پڑھی جاتی ہے۔نماز پڑھنے والے زندہ ہیں اورجس کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے وہ انتقال کر چکا ہے۔اب زندہ بندے کھڑے ہو کر دعا کر رہے ہیں۔اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا۔

اے اللہ! زندوں کو بھی بخش دے اور جو انتقال کر گئے ان کو بھی بخش دے بلکہ ہم ہر نماز میں ایصال ثواب کرتے ہیں۔جب قعدے میں بیٹھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ ہماری ہمارے والدین اور سارے مومنین کی بخشش فرما اور دعا عبادت کا مغز ہے۔اگر دعا کا فائدہ ہے تو پھر باقی چیزوں کا بھی فائدہ ہے۔اسی طرح حج بدل جو کہ فوت شدگان کی طرف سے بھی کیا جاسکتا ہے۔اب حج زندہ کر رہا ہے ثواب فوت شدگان کو پہنچ رہا ہے۔

امت کی طرف سے قربانی

مفہوم حدیث ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ منڈی سے دو بکرے لاؤ انھوں نے حاضر کر دیئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ دو بکرے منگوانے میں کیا حکمت ہے۔تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک

اپنی طرف سے قربانی کروں گا اور ایک اپنی امت کی طرف سے۔ ظاہر ہے امت میں جو انتقال کر گئے ہیں جو موجود ہیں اور جو قیامت تک آنے والے ہیں سب شامل ہیں۔ پھر مزید ارشاد فرمایا کہ میں دیکھوں گا میری امت میں کون ہوگا جو میرے نام کی بھی قربانی کرے گا۔ الحمد للہ عزوجل آج لاکھوں کی تعداد میں خوش نصیب ہیں جو اپنے میٹھے آقا ﷺ کے نام کی قربانی کرتے ہیں اور یہ ایصال ثواب ہی ہے۔

(سنن ابوداؤد، ج۱، ص۲۴۸، مکتبہ رحمانیہ)

اسی طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ مرحومہ مغفورہ کے ایصال ثواب کے لیے کنواں کھدوایا اور فرمایا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے نام پر ہے۔ البتہ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ ایصال ثواب صرف مسلمانوں کو ہی ہوتا ہے۔ غیر مسلم کے لیے نہیں اس لیے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے والد صاحب انتقال کر گئے ہیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو فائدہ ہوگا تو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تیرا والد مسلمان مرا تھا تو فائدہ پہنچے گا ورنہ نہیں۔

(سنن ابوداؤد، ج۲، ص۴۳، مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۶)

ایصال ثواب میں کنجوسی نہ کرو

عوام الناس میں عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایصالِ ثواب کرنے سے ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے اور پڑھنے والے کو کچھ نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ایک بندے نے قرآن پاک کی تلاوت کی تو اب وہ ڈر رہا ہے کہ اگر میں نے ایصالِ ثواب کر دیا تو میرے پلے کیا رہ جائے گا۔

تو یاد رکھیں کہ ایصالِ ثواب کو ایسا مت سمجھو کہ جس طرح ایک بندے کے پاس سو روپیہ ہے وہ کسی کو دے دیتا ہے تو اس کا اپنا پلہ خالی ہو جاتا ہے بلکہ یوں سمجھو کہ جس طرح ایک حافظ قرآن ہے جس کے سینے میں ایک قرآن ہے وہ ایک سو بچے کو حفظ کروا دے تو اس کے اپنے سینے سے ختم نہیں ہوگا حالانکہ ایک قرآن سو کے سینے میں گیا ہے۔ اس کے باوجود پڑھانے والے کے سینے میں بھی موجود ہے۔ بالکل اس

طرح سمجھیں کہ جب ہم ایصال ثواب کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل تمام افراد کو پورا پورا ثواب عطا فرماتا ہے اور سب کے مجموعے کے برابر ثواب ایصال ثواب کرنے والے کو عطا فرمائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ نبی پاک ﷺ نے پوچھا علی رضی اللہ عنہ کہاں سے آئے ہو۔ عرض کرنے لگے قبرستان سے آیا ہوں پوچھا وہاں تم نے کیا کیا۔ عرض کرنے لگے میں نے چار مرتبہ سورۂ فاتحہ اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر قبرستان میں موجود مسلمان کو ایصال ثواب کر دیا۔ آپ خود ہی سوچیں اگر یہ عمل غلط ہوتا تو پیارے آقا ﷺ ان کو منع فرمادیتے کہ علی رضی اللہ عنہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اس لیے کہ جو فوت ہو گئے ہیں ہمارا تعلق ان سے ٹوٹ گیا۔ ہم ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ آپ ﷺ نے ایسا ارشاد نہیں فرمایا بلکہ ایسا کمال جواب ارشاد فرمایا کہ ایمان تازہ کر دیا۔ فرمایا علی رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل نے تیرے پڑھے ہوئے قرآن کے ٹکڑے نہیں کیے۔ اس کو یوں سمجھیں کہ حدیث مبارک میں ہے کہ جو بندہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس کو ایک قرآن پاک پڑھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ انھوں نے گیارہ مرتبہ تلاوت کی تو فرض کریں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو ایک قرآن پاک کا ثواب ملا اور قبرستان میں موجود ایک ہزار مسلمان تھے۔ تو فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ایک قرآن پاک کے ثواب کے ہزار ٹکڑے نہیں کیے تاکہ ایک ایک ٹکڑا سب کو دیا جائے۔ بلکہ اللہ عزوجل نے ہر ایک کو پورے پورے قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب عطا فرمادیا۔ ان سب کے مجموعے یعنی ایک ہزار قرآن پاک کا ثواب تجھے بھی عطا فرمادیا۔ (توضیح العقائد)

اب خود ہی فیصلہ کریں کہ ایصال ثواب میں فائدہ ہوتا ہے یا نقصان۔ اسی لیے ایک بہت بڑے عاشق رسول حضرت علامہ مفتی عزیز احمد بدایونی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دن بھر جتنی بھی نیکیاں کیا کرو۔ رات سونے سے پہلے ان کو حضرت

آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک تمام مسلمان مردعورتوں بلکہ ان میں مسلمان جنوں کو بھی شامل کرو کیونکہ ان کی تعداد انسانوں سے کہیں زیادہ ہے ۔ ان سب کو ایصال ثواب کر کے سویا کرو۔ اللہ عزوجل ان تمام کو پورا پورا ثواب بھی عطا فرمائے گا اور ان سب کے مجموعے کے برابر ثواب ہمیں بھی عطا فرمائے گا۔

ختم شریف

بعض افراد ختم شریف پر اعتراض کرتے ہیں کہ کہاں لکھا ہے تو شاید آپ نے اس پر غور کیا ہو کہ جب کھانا سامنے رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس میں سورۃ الکافرون ایک مرتبہ، سورۃ الفلق ، سورۃ الناس اور سورۃ فاتحہ ایک ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہیں۔ جبکہ سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن ہے۔ یعنی جو بندہ تین مرتبہ تلاوت کرے گا۔اس کو اللہ عزوجل ایک ختم قرآن کا ثواب عطا فرمائے گا۔تو اس کو ختم شریف اس لیے کہا جاتا ہے کہ سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھ کر ختم قرآن کا ثواب اس میں شامل کردیتے ہیں۔اس لیے اس کو ختم شریف کہا جاتا ہے۔

آسانی کے لیے ختم شریف کا طریقہ تحریر کررہا ہوں تا کہ وہ افراد جو زیادہ پڑھے نہیں یا جن کی رسائی علماء یا آئمہ کرام تک نہیں وہ خود ہی ختم شریف پڑھ لیں۔

سورۃ الکافرون	ایک مرتبہ
سورۃ اخلاص	تین مرتبہ
سورۃ الفلق	ایک مرتبہ
سورۃ الناس	ایک مرتبہ
سورۃ فاتحہ	ایک مرتبہ

سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات الم سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک۔

پھر اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ اِنَّ

رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تین مرتبہ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

دعامانگنے کا طریقہ

دعا کے اول آخر درود پاک پڑھا جائے اس لیے کہ جس دعا کے اول آخر درود و سلام نہ پڑھا جائے وہ دعا زمین اور آسمان کے درمیان معلق کر دی جاتی ہے ۔پھر مسنون دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ مثلاً رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o

اس کے بعد اس طرح دعا مانگیں کہ اے مالک و مولیٰ عزوجل اس محفل کو اپنی پاک اور بلند بارگاہ میں شرف قبولیت کا درجہ عطا فرما۔ جو بھی قرآن پاک کی تلاوت کی گئی ہے درود و سلام پڑھا گیا ہے۔ تیری رضا اور خوشنودی کے لیے جو تبرکات کا اہتمام کیا ہے۔ تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں ان کو قبول و منظور فرما اور جو تو نے اپنے کرم اور فضل سے مجھے ثواب عطا فرمایا۔ میں اپنی طرف سے تیرے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ھدیۃً تحفۃً نذرانۃً پیش کرتا ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ میری طرف سے اس تحفہ کو قبول فرمائیں میں نے تو اپنی حیثیت کے مطابق تحفہ پیش کر دیا ہے۔ اب آپ ﷺ اپنی شان کے مطابق مجھے بھی نواز دیں۔

تحفہ رد نہیں کیا جاتا

یاد رکھیں کہ اگر ایک غریب آدمی بادشاہ کے دربار میں معمولی قیمت کی کوئی چیز لے کر جائے اور اس سے کہے کہ میں آپ کے لیے لایا ہوں تو ہوسکتا ہے بادشاہ

ناراض ہو جائے۔اوراس کی شے کو یہ کہتے ہوئے واپس کردے کہ میرے پاس ان چیزوں کی کمی نہیں اور اگر یہی غریب آدمی بادشاہ سے عرض کرے کہ میں آپ کے لیے تحفہ لایا ہوں تو یاد رہے کہ تحفہ رد نہیں کیا جاتا۔ بلکہ قبول کرلیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح سمجھ لیں کہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی ذات اقدس کو ان چیزوں کی حاجت نہیں کیونکہ جن کی ذات پر خود رب ذوالجلال درود بھیج رہا ہے اور اس کے تمام فرشتے بھی اسی کام میں لگے ہوئے ہیں۔وہاں کسی چیز کی کمی ہو سکتی ہے۔لیکن جب ہم نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں تحفۂ ہدیۂ نذرانۂ پیش کرتے ہیں تو پھر یہ رد نہیں کیا جاتا ہے بلکہ قبول کرلیا جاتا ہے۔اسی لیے ہم سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں تحفہ پیش کرتے ہیں اور یہ بھی ایک اصول یاد رکھیں کہ بادشاہ کے دربار میں جب تحفہ پیش کیا جائے تو وہ آگے سے عنایت کرتا ہے۔اس وقت بادشاہ یہ نہیں دیکھتا کہ یہ کتنی مالیت کا تحفہ لایا ہے اور میں اس کو اسی مالیت کا عنایت کروں بلکہ وہ سوچتا ہے کہ اس نے تحفہ اپنی حیثیت کے مطابق دیا ہے اور میں اس کو اپنی شان کے مطابق نوازوں گا۔

روحانی انعامات

یاد رکھو کہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ ایسی ہے کہ جہاں بادشاہ فقیر بن کر آتے ہیں بلکہ نبی پاک ﷺ اللہ عزوجل کی عطا سے پوری کائنات میں تقسیم فرماتے ہیں۔حدیث مبارک میں ہے کہ

اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمْ

ترجمہ: اللہ عزوجل مجھے عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں

(انما انا قاسم واللہ یعطی بخاری، ج ۱، ص ۱٦، قدیمی کتب خانہ)

اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ

اس گلی کا گدا ہوں میں
جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

اگر باطنی انعامات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرو کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی حیثیت کے مطابق تحفہ پیش کیا ہے۔ اب آپ ﷺ اپنی شان کے مطابق مجھے نوازیں۔ بلکہ جب بھی کسی ولی اللہ کے دربار پر حاضری کا شرف ملے کہ وہاں بھی ایصال ثواب کا تحفہ پیش کر کے عرض کریں کہ حضرت صاحب میں نے اپنی حیثیت کے مطابق تحفہ پیش کیا ہے اب آپ اپنی شان کے مطابق مجھے بھی نوازیں۔ اگر اخلاص شامل ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ خود محسوس کریں گے کہ مجھے نوازا جا رہا ہے۔

بارگاہ رسالت ﷺ سے نوازش

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں خدمت کے لئے حاضر رہتے تھے۔ نبی پاک ﷺ کا جائے نماز، وضو کا برتن اور دیگر اشیاء اٹھا کر چلتے تا کہ جہاں ضرورت محسوس ہو پیش کر دی جائیں۔ ایک مرتبہ تہجد کا وقت ہے۔ دریائے رحمت جوش میں آیا۔ ارشاد فرمایا اے ربیعہ رضی اللہ عنہ تو نے اپنی حیثیت کے مطابق خدمت کی اب ہم اپنی شان کے مطابق نوازنے لگے ہیں۔

سَلُ رَبِیْعَۃ اے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ جن پر نگاہ نبوت پڑ چکی تھی۔ عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ جنت میں اپنا پڑوس عطا فرما دیں۔ یعنی جس طرح دنیا میں ساتھ رکھا ہے اسی طرح جنت میں بھی ساتھ رکھنا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نوافل کی کثرت کیا کرو۔ (الترغیب والترہیب ج ۱، ص ۲۴۹، ۲۵۰ مطبوعہ مصر)

نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں تحفہ پیش کرنے کے بعد اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرنی ہے۔ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے وسیلے سے اس کا ثواب تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اہل بیت و اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام اولیاء کاملین رحمۃ اللہ علیہم جمیع مومنین و مومنات کی بارگاہ میں درجہ بدرجہ پیش کیا۔ اس کے بعد خصوصاً اپنے عزیز و اقرباء کی بارگاہ میں

پیش کیا جائے گا۔ پھر ان بزرگ ہستیوں کے وسیلے سے دعائیں مانگی جاتیں ہیں۔

جنتیوں اور دوزخیوں کی صفیں

دنیا میں نیک اور بد سب مل جل کر رہ رہے ہیں لیکن قیامت کے روز اللہ عزوجل کا حکم ہوگا۔ اے مجرمو! میرے نیک بندوں سے جدا ہو جاؤ۔ تو یوں سمجھیں کہ ایک نیک بندوں کی صف بنی ہوگی اور ایک مجرموں کی صف بنی ہوگی۔ اچانک ایک مجرم اپنی صف میں سے نکل کر جنتی کو پکڑ لے گا جنتی کہے گا تم کون ہو؟ وہ عرض کرے گا۔

سَقَيْتُكَ شَرْبَةً میں نے آپ کو دنیا میں پانی پلایا تھا۔

(مشکوٰۃ، حدیث نمبر ٥٦٠٤، ابن ماجہ حدیث نمبر ٣٦٨٥)

مراد یہ ہے کہ جنتی کی دنیا میں جو بھی خدمت کی ہوگی مثلاً کھانا کھلایا، کپڑے پہنائے، جوتے سیدھے کیے، وغیرہ وغیرہ۔ یاددلائے گا۔ جنتی کو یاد آجائے گا پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں امید ہے کہ ہم جن جن نیک بندوں کی بارگاہ میں یہ تحفہ پیش کرتے ہیں۔ قیامت کے روز ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے تو آپ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کا تحفہ پیش کیا تھا۔

اسی طرح حضور غوث اعظم شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کے لیے اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس محفل کو گیارہویں شریف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قیامت کے روز ان کی بارگاہ میں تحفہ پیش کرنے والے بھی ان کا دامن پکڑ کر عرض کریں گے کہ ہم نے تو ہر ماہ ایصال ثواب کا نذرانہ پیش کیا تھا۔

لجپال پریت نوں توڑدے نئیں
جدھی باں پھڑ دے مڑ چھوڑ دے نئیں

بعض افراد اس بات پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایک آدمی سارا سال گناہ کرتا ہے اور سال کے بعد داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر دودھ لے آتا ہے سبیل کے لیے ۔یا سال کے بعد بہشتی دروازے سے گزر جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں جنتی ہوگیا۔ یا

ماہانہ گیارھویں شریف دلاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میری بخشش ہوگئی تو اس سلسلے میں چند گزارشات ہیں۔

(۱) کیا کسی اہل علم نے یہ کہا ہے کہ دربار شریف پر حاضری سے یا ختم شریف دلوانے سے نمازیں معاف ہوجاتی ہیں۔روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔نہ ہی گناہوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔کوئی بھی اہل علم ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتا۔جہاں تک جاہلوں کی بات ہے تو ان کی بات کو ایمان سمجھ لینا میں سمجھتا ہوں یہ تو اس سے بھی بڑی جہالت ہے۔

(۲) کوئی بھی اہل علم اس بات کا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں اپنے نیک اعمال کے بدلے جنت میں جاؤں گا کیونکہ نیک اعمال ذریعہ تو بن سکتے ہیں سبب نہیں کیونکہ جنت تو اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے ملے گی۔

جیسا کہ ایک عابد کے بارے میں ہے کہ اس نے اس قدر عبادت کی کہ جس پتھر پر عبادت کرتا تھا۔اس میں گڑھے پڑ گئے تھے۔جب اس کا انتقال ہوا تو اللہ ﷻ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ جا میں تجھے اپنے فضل وکرم سے جنت عطا کررہا ہوں۔وہ عابد رک گیا اور عرض کرنے لگا اے مالک ومولیٰ ﷻ کیا ابھی بھی فضل وکرم کی ضرورت ہے۔میں نے تو تیری بہت عبادت کی۔تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا۔اے فرشتو! اس کی ساری زندگی کی نیکیاں ایک پلڑے میں ڈال دو اور دوسرے پلڑے میں میری صرف ایک نعمت رکھ دو۔ایسا کرنے سے نعمت والا پلڑا بھاری ہو جائے گا جبکہ نیکیوں والا پلڑا ہلکا رہ جائے گا۔ارشاد رب العالمین ﷻ ہوگا کہ اس بندے نے تو میری ایک نعمت کا حق بھی ادا نہیں کیا لہٰذا اسے دوزخ میں لے چلو۔وہی عابد روتے ہوئے اللہ ﷻ کی بارگاہ میں التجا کرے گا اے مالک ومولیٰ ﷻ مجھے اپنی رحمت کے صدقے معاف فرما اور اپنے فضل وکرم سے جنت عطا فرما۔تو اللہ ﷻ اس عابد کو اپنے فضل وکرم سے بخش دے گا۔(تنبیہ الغافلین ص ۸۴، مکتبۃ العلم)

بہت بڑے بڑے عابد بلکہ اللہ ﷻ کے دوست عرض کرتے ہیں کہ

عدل کریں تے تھرتھر کمن اچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون میں ورگے منہ کالے
جے میں ویکھاں عملاں ولے تے کجھ نئیں میرے پلے
جے میں ویکھاں رحمت رب دی تے بلے بلے بلے
فضل تیرے دی آس کریماں تے مینوں ہور غرور نہ کائی
بخش گناہ توں مالک میرے تے جو گناہ سو ہوئی

(۳) اللہ ﷻ اپنے فضل وکرم سے ایک بدکار کی بخشش فرمادے گنہگار قاتل کو بخش دے یہ اس کا فضل وکرم ہے۔

جس طرح اللہ ﷻ نے سو بندوں کے قاتل کو بخش دیا۔ اسی طرح ایک وہ بندہ جس نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ میری لاش کو جلا دینا اور جو راکھ بچے آدھی تیز ہوا میں اور آدھی سمندر میں بہا دینا۔ اللہ عزوجل نے اس کی راکھ کو اکٹھا فرمانے کا حکم دیا پھر زندہ کر کے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو اس نے عرض کی اے مالک ومولیٰ! ﷻ میں نے زندگی میں کوئی نیکی نہیں کی تھی۔ پھر سوچا تیری بارگاہ میں کیا منہ لے کر آؤں گا۔ اس شرمندگی سے بچنے کے لیے میں نے سوچا اپنی ہستی کو مٹالوں۔ نہ راکھ اکٹھی ہو سکے نہ میں زندہ ہو کر تیری بارگاہ میں شرمندہ ہو سکوں۔

(بخاری شریف ج ۱، ص۴۹۵ قدیمی کتب خانہ)

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ تو نے جو کچھ کیا ندامت کی وجہ سے کیا جا میں نے تیرے سارے گناہ معاف کر دیئے۔ (بخاری شریف ج۱، ص۳۱۸)

اسی طرح کے بے شمار واقعات ہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی کو پیاسے کتے کو پانی پلانے کے بدلے بخش دیا۔ کسی نے ایک چڑیا کو تکلیف سے نجات دی۔ اللہ عزوجل نے اس کو اسی کے بدلے بخش دیا۔ لہٰذا ایک بندے کو چاہیے کہ جو بھی نیکی ہاتھ آئے کر گزرے۔ ہوسکتا ہے یہی نیکی اس کے لیے جنت میں جانے کا سبب بن جائے

اور گناہ سے ہمیشہ بچتا رہے کہ کہیں یہی گناہ جہنم میں جانے کا سبب نہ بن جائے۔

خوف اور امید

ایمان نام ہے خوف اور امید کے درمیانی رستے کا۔ نہ تو اللہ عزوجل کی ذات سے خوفزدہ ہو جائے کہ اس کی رحمت سے مایوس ہو جائے اور نہ ہی اتنا پر امید ہو جائے کہ بے خوف ہو کر دندناتا پھرے اور بے عمل ہو جائے۔

اسلام میں ایسے واقعات بے شمار ہیں کہ بڑے بڑے متقی پرہیزگاران سے غلطی سرزد ہوئی۔ گرفت میں آگئے اور دوسری طرف دیکھا جائے تو ایسے واقعات کی بھی کمی نہیں بڑے بڑے بدکار لیکن ان سے ایک نیکی سرزد ہوئی۔ اللہ عزوجل نے اسی کے صدقے ان کو معاف فرما دیا۔

اسی لیے حکم ہے کہ جس کے دل میں خوف خدا عزوجل اتنا بڑھ گیا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے ناامید ہو گیا ہے۔ تو اسے ایسے واقعات سنانے چاہیں کہ جس سے اس کے دل میں امید پیدا ہو جائے۔

ارشاد رب العالمین ہے کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ میرے بندوں سے کہہ دو کہ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو میری رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ بے شک اللہ عزوجل تمھارے سارے گناہ معاف فرما دے گا اور وہ بڑا معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (پارہ نمبر ۲۴، آیت نمبر ۵۳)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ جو بندہ توبہ کرتا ہے ایمان لے آتا ہے اور نیک عمل شروع کر دیتا ہے تو میں اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہوں۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بہت بڑے شرابی تھے اور شراب کے نشے میں ہر وقت مست رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کاغذ کے پرزے پر اللہ عزوجل کا نام لکھا دیکھا۔ فوراً اس کو اٹھا کر گھر جا کر اس کو صاف کیا اور معطر کر کے اونچی جگہ پر رکھ دیا۔ بس یہی عمل اللہ عزوجل کو پسند آ گیا۔ اللہ عزوجل نے اس کا نام ولیوں کی فہرست میں بلند کر دیا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص ۱۲۹، ۱۳۰، قادری رضوی کتب خانہ)

دوسری طرف اگر کوئی اتنا پرامید ہو گیا ہے کہ دل سے خوف خدا ﷻ ہی نکل گیا ہے تو اسے خوف والے واقعات سنانے چاہیں۔ جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل اپنی ساری مخلوق کو جنت میں جانے کا حکم دے گا سوائے ایک کے تو فرماتے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں میں ہی نہ ہوں مجھے اللہ ﷻ سے اتنا خوف ہے اور اگر اللہ ﷻ ارشاد فرمائے گا کہ سوائے ایک کہ سارے دوزخ میں جائیں گے تو فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ اللہ ﷻ کی ذات سے اس قدر امید ہے۔

(تبیان القرآن، ج ۸، ص ۵۷۸)

اس طرح ایک بہت بڑا متقی پرہیزگار جو کہ مزدوری کرتا تھا لکڑیاں اپنی پشت پر اٹھا کر لوگوں کے گھروں میں پہنچاتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ ﷻ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے جواب دیا کہ میں لکڑیاں اٹھا کر کسی کے گھر چھوڑنے جا رہا تھا۔ میرے دانت میں روٹی کا ٹکڑا پھنسا ہوا تھا۔ میں نے لکڑی کی ایک پھانک توڑی خلال کیا اور پھر پھینک دی اور ابھی تک میں اس پھانک کا حساب نہیں دے سکا جو کہ میں نے مالک کی اجازت کے بغیر استعمال کی تھی۔ (تفسیر روح البیان، پ ۴، ص ۲۶۷)

اب ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہمارے حلق میں جو لقمہ نیچے جاتا ہے کبھی ہم نے غور کیا یہ حلال کا ہے یا حرام کا۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو میں بیان کرنے لگا ہوں اگر اس میں کوئی غلط بیانی ہو تو اللہ ﷻ مجھے اندھا کر دے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا تاکید کے طور پر تھا۔ ورنہ آپ رضی اللہ عنہ تو ہیں ہی صدیق اور پیارے آقا ﷺ نے جن کو صدیق کا لقب عطا فرمایا ان کے کہے میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو میں نے خود اپنے کانوں سے سنا کہ انسان کے جسم کا وہ حصہ جو حرام مال سے پرورش پایا ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (الترغیب والترہیب ج ۲، ص ۵۵۳)

علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب نزہت المجالس میں واقعہ نقل

فرماتے ہیں کہ ایک اہل نظر قبرستان سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک بچے کے چلانے کی آوازیں سنیں۔ جب غور کیا تو قبر میں فرشتے اس کے جسم کا گوشت کاٹ کر جدا کر رہے تھے۔ انھوں نے پوچھا کہ بچے تو گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اس بچے کو کس جرم میں سزادی جارہی ہے تو فرشتوں نے بتایا کہ اس کا والد حرام کی کمائی لاتا تھا اس کی والدہ وہ حرام کی کمائی کھاتی تھی۔ اس کے نتیجے میں جو دودھ بنتا تھا وہ حرام دودھ اس بچے کے پیٹ میں جاتا تھا اس حرام دودھ کی وجہ سے جو جسم کا گوشت پرورش پایا وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے اس کو کاٹ کر جدا کیا جارہا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

ایک حدیث پاک میں ہے کہ جو بندہ جان بوجھ کر ایک نماز ترک کر دیتا ہے اس کا نام دوزخ کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے۔ اس دروازے سے اسے دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ اتنی دیر تک اس کا نام وہاں سے مٹایا نہیں جاتا جب تک وہ نماز ادا نہیں کر لیتا۔ غنیۃ الطالبین مترجم ص ۶۲۶)

اسی طرح حدیث مبارک میں ہے کہ جو بندہ ایک نماز چھوڑ دیتا ہے جان بوجھ کر تو اس کو دو کروڑ اسی لاکھ سال تک دوزخ میں سزادی جائے گی۔ نجانے ہم نے کتنی نمازیں جان بوجھ کر چھوڑیں۔ ذرا گریبان میں جھانک کر دیکھیں۔ اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ لہٰذا ہمیں خوف خدا عزوجل کی وجہ سے گڑگڑانا چاہیے اور ندامت کے آنسو بہانے چاہئیں۔

انسان کے دو مکان

ایک بزرگ سے کسی نے عرض کی کہ حضرت صاحب میرے اوپر ہر وقت خوف طاری رہتا ہے اور اس قدر طبیعت خراب رہتی ہے کہ گھر سے باہر نکل سکتا ہوں نہ ہی کاروبار کر سکتا ہوں اور نہ کہیں آنے جانے کو دل چاہتا ہے۔ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ اہل نظر تھے۔ تھوڑی دیر نظریں جھکا کر پھر ارشاد فرمانے لگے کہ اپنے گھر کا سامان جتنا بھی ہے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر لے۔ ایک حصہ گھر والوں کے لیے رکھ چھوڑ اور دوسرا حصہ

راہِ خدا ﷻ میں خرچ کردے۔ بندہ عقیدت مند تھا۔ اس نے ویسا ہی کیا آدھا مال گھر والوں کے لیے رکھ لیا اور آدھا مال راہ خدا عزوجل میں خیرات کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خوف آنا بند ہو گیا۔ زندگی معمول کے مطابق بسر ہونے لگی۔ لیکن سوچنے لگا کہ بھلا مال کے خرچ کرنے کا خوف کے نہ آنے سے کیا تعلق ہے۔

چند دنوں کے بعد جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو بزرگوں نے پوچھا کہ بھائی اب تیرا کیا حال ہے؟ عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب اب بالکل درست ہوں۔ الحمدللہ عزوجل اب مسجد میں نماز پڑھنے بھی جاتا ہوں اور دیگر کام کاج بھی معمول کے مطابق کر رہا ہوں۔ اب خوف بالکل نہیں آتا۔ لیکن میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ مال کے خرچ کرنے کا خوف کے نہ آنے سے کیا تعلق ہے۔

تو بزرگوں نے بہت پیارا جواب دیا فرمانے لگے کہ تیرے پاس اگر دو مکان ہوں ایک میں تو تمام بنیادی سہولتیں میسر ہوں جبکہ دوسرا مکان ویران ہو۔ نہ اس کے کھڑکی نہ دروازے نہ بجلی پانی کی سہولیات میسر ہوں۔ بتاؤ تم کس مکان میں رہنا چاہتے ہو۔ عرض کرنے لگے کہ حضرت صاحب میں تو اس مکان میں رہنا پسند کروں گا جس میں تمام سہولیات میسر ہوں۔ فرمایا ویران گھر میں کیوں نہیں رہ گئے۔ عرض کرنے لگا جناب وہاں سے تو خوف آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ بس اسی طرح سمجھ لو کہ تمہارے دو مکان ہیں ایک دنیا کا اور ایک آخرت کا تو نے دنیا کے مکان کو تو خوب آراستہ کیا ہوا تھا اور آخرت کے مکان کی آرائش سے غافل تھا۔ جس کی وجہ سے تجھے آخرت کے مکان سے ڈر آتا تھا۔ جب تو نے اللہ عزوجل کے راستے میں خیرات کی تیرا آخرت کا گھر بھی آباد ہو گیا جس کی وجہ سے تجھے خوف آنا بند ہو گیا۔

سب سے بڑا بے وقوف

بادشاہ کے دربار میں ایک اہل نظر آیا۔ بادشاہ نے اسے ایک رومال دیا اور فرمایا کہ تو ظاہر و باطن جاننے والا ہے یعنی اہل نظر ہے۔ میرے اس بھرے دربار میں جو

تیری نظر میں سب سے بڑا بے وقوف ہے اس کے سر پہ رومال رکھ دے۔ ان بزرگوں نے رومال لیا اور جیب میں ڈال لیا کسی کے سر پر نہیں رکھا۔ بہر حال وقت گزر گیا اور بات آئی گئی ہوگی۔ کچھ عرصے کے بعد وہی بادشاہ بیمار پڑ گیا۔ علاج معالجہ شروع ہوگیا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ بیماری کا تو علاج ہوتا ہے مگر موت کا علاج نہیں ہوتا۔ اگر موت کا علاج ممکن ہوتا تو امیر آدمی کبھی نہ مرتا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

جب پتہ چل گیا کہ موت کا وقت قریب ہے۔ تو یہی بزرگ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ حال احوال پوچھنے کے بعد بزرگ پوچھنے لگے۔ اے بادشاہ سلامت! تجھے اللہ تعالیٰ نے وسیع حکومت عطا کی کیا تو اپنے ملک میں دورے پر بھی جایا کرتا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ بے شک کئی مرتبہ دورے پر جایا کرتا تھا۔ بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ جہاں تجھے ایک دن کے لیے جانا ہوتا تھا تو سامان کتنے دنوں کا لے کر چلتا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں احتیاطی طور پر دو دن کا سامان لے کر چلتا تھا اور جہاں مجھے پتہ چل جاتا کہ ایک ہفتہ یا ایک مہینہ رہنا پڑے گا تو میں سامان دو ہفتے یا دو مہینے کا لے کر چلتا تھا۔ تو بزرگوں نے ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ سلامت! تجھے جب پتہ چل جاتا کہ تو نے ایک مہینہ کے لیے جانا تو سامان دو مہینے کا لے کر چلتا تھا اور جہاں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جا رہا ہے اور جہاں جا کر واپس نہیں آسکتا نہ پیچھے سے منگوا سکتا ہے۔ اس کے لیے تو تو نے بہت سارا سامان اکٹھا کیا ہوگا (یعنی نیکیوں کا ذخیرہ) بادشاہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا تو کہنے لگا ہائے میری تباہی! ہائے میری بربادی! دنیا کا ایک دن گزارنے کے لیے تو میں دو دن کا سامان لے کر چلتا تھا۔ لیکن جہاں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں اس کے لیے میں نے کوئی بندوبست نہیں کیا۔ اس بزرگ نے جیب سے رومال نکالا اور بادشاہ کے سر پر رکھ دیا اور کہا کہ بادشاہ سلامت میری نظر میں تجھ سے بڑھ کر کوئی بے وقوف نہیں۔

(شرح کلام رضا فی نعت المصطفی ﷺ ص ۸۸۲ مطبوعہ مشتاق بک کارنر)

آئیے ہم بھی اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ کہیں ان بے وقوفوں کی

لسٹ میں میرا نام تو نہیں آ رہا۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو آج ہمارے شب و روز دنیا کی بہتری کے لیے گزر رہے ہیں۔ اگر کسی کا مکان نہیں تو وہ مکان کی فکر میں ہے۔ مکان بن گیا تو گرمی سردی سے بچنے کے لیے کوشش جاری ہے۔ افسوس! کبھی اپنی اندھیری قبر کو روشن کرنے کے لیے میدان محشر کی گرمی سے بچنے دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لیے کوئی بندوبست کیا ہے۔ باقی یاد رکھیں کوئی بندوبست کرے یا نہ کرے موت آ کر ہی رہے گی۔

موت ٹھہری آنے والی آئے گی
جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی
قبر میں میت اترنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

خوف خدا عزوجل سے لرز جائیے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرلیں اور آئندہ نیک اعمال کرنے کی نیت فرمالیں۔ ہوسکتا ہے کہ ہماری زندگی کا آخری سانس ہو اور آئندہ ہمیں توبہ کا موقع نہ مل سکے۔

شیطانی چال

ہوسکتا ہے کہ شیطان دل میں یہ بات ڈال دے کہ توبہ نہ کرنا اس لیے کہ آج تو تم توبہ کرو گے کل پھر تم سے گناہ ہو جائے گا تو توبہ کرنے کا کیا فائدہ۔ دوسری بات تیری گناہوں کی عادت تو چھوٹ سکتی نہیں۔ تجھے توبہ سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر تم نے توبہ کر بھی لی تیرے گناہ معاف ہو بھی گئے دوبارہ گناہ کرنے سے تیرے پچھلے گناہ پھر شامل کر دیے جائیں گے لہٰذا توبہ مت کرنا۔ یاد رکھیں کہ یہ شیطانی چالیں ہیں جس کے ذریعے سے انسان کو توبہ کرنے سے روکے رکھتا ہے۔ شیطان ہمارا کھلا ہوا دشمن

ہے۔لہٰذااس کے چکروں میں نہیں آنا۔توبہ میں تاخیر نہیں کرنی۔جہاں تک تعلق ہے شیطانی چالوں کا تواس کے جواب درج ذیل ہیں۔

(۱)اگرشیطان کی بات مانتے رہے توبہ نہ کی بغیرتوبہ کیے مرگئے توانجام کیا ہوگا۔(اللہ عزوجل محفوظ رکھے)

(۲)شیطان کہتا ہے کہ کل تم پھر گناہ کروگے توآپ خودسوچیں کہ کل تک زندہ رہنے کی ضمانت کس کے پاس ہے؟کیاپتہ آج ہی توبہ کریں اورآج ہی موت آجائے۔کل پیارے آقاﷺ کے دامن کرم میں جگہ مل جائے۔

(۳)جہاں تک گناہوں کی عادت کا تعلق ہے تو یادرکھیں کہ اللہ ﷻ کا کرم اور فضل ہوجائے توبڑے بڑے بدکارمتقی پرہیزگاربلکہ اللہ ﷻ کے دوست بن جاتے ہیں۔اللہ ﷻ کی توشان ہی بہت بلند ہے۔حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک چورآیاسارے گھر کی تلاشی لی مگرکچھ نہ مل سکا۔مایوس ہوگیا۔پھرسوچنے لگا کہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی ہے۔میں کسی اورگھر میں چلاجاتاہوں۔تاکہ میری رات ضائع نہ جائے۔لہٰذااس ارادے سے جب باہرنکلاتواندھاہوگیا۔کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔پریشانی کے عالم میں جب واپس لوٹاتوبینائی درست ہوگئی۔سوچنے لگا کہ اندھیرازیادہ ہے۔اس وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔لہٰذامیں چھپ کررات بسرکرلیتاہوں۔صبح ہوگئی توچلاجاؤں گا۔لیکن یہاں توچھپنے کے لیے بھی جگہ نظرنہیں آتی تھی۔اچانک کونے میں ایک صف نظرآئی۔سوچامیں اسی میں اپنے آپ کولپیٹ لیتاہوں۔اسی طرح رات بسرہوجائے گی۔جب رات کاپچھلاپہرہوا توخواجہ خضر علیہ السلام حضورسیدناغوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضرہوئے اورفرمانے لگے کہ فلاں علاقے کا ابدال انتقال کرگیاہے اس جگہ کسی کی ڈیوٹی لگادیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادفرمایاصبح ہوگئی توکوئی بندوبست کریں گے۔عرض کرنے لگے صبح تک علاقہ غرق ہوگیاتوکیابنے گا۔غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایاکہ پھراس صف والے کوبلالاؤ۔جیسے ہی اس چورکوہاتھ

لگا اس نے سوچا کہ پکڑے گئے اب تو موت آجائے گی۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے اس چور کو بارگاہ غوثیت میں حاضر کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو لے جاؤ۔ چور عرض کرنے لگا جناب میں تو چور ہوں مجھے آپ کہاں بھیج رہے ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تو لوگوں کے گھروں میں جاتا تھا دنیا کا مال لے کر آتا تھا۔ ہماری بارگاہ سے تو خالی جائے یہ ہمیں گوارا نہیں۔ ہم تجھے ایسی دولت سے نوازنے لگے ہیں جو تیری دنیا و آخرت سنوار دے گی۔ یہ کہتے ہوئے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس چور پر ایسی نگاہ کرم ڈالی کہ چور پل میں ولی کامل بن گیا۔

اس نے چوروں کو دیکھا ولی کر دیا
پر خطاؤں کو قطب جلی کر دیا
غوث اعظم کی ہے ہر نظر کیمیا
اس کا فرمان خالق کا فرمان ہے

جب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ مقام ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ اس کی وجہ سے توبہ میں تاخیر مت کرو۔ کیا پتہ اللہ عزوجل کی نگاہ کرم ہو جائے کایا ہی پلٹ جائے۔ توبہ کے بعد دوبارہ گناہ ہونے سے پچھلے گناہ شامل کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ اگر دوبارہ گناہ ہو بھی جائے تو ایک گناہ ہی لکھا جائے گا پچھلے گناہ شامل نہیں کیے جاتے۔

سنہری اصول

نیکی چاہے معمولی کیوں نہ ہو۔ اس کو کرلو کیا پتہ یہی نیکی جو ہمیں معمولی لگتی ہے ہمارے لیے جنت میں جانے کا سبب بن جائے۔ اور گناہ کو معمولی نہ جانو کیونکہ کیا پتہ جو ہماری نظر میں معمولی ہے۔ اللہ عزوجل کی نظر میں بڑا ہو اور یہی معمولی گناہ (اللہ عزوجل نہ کرے) کہیں ہمارے لیے جہنم میں جانے کا سبب نہ بن جائے۔

اس لیے میری بڑے ادب سے گزارش ہے کہ جو بندہ جو بھی نیکی کا کام کرتا ہے۔اس کی حوصلہ شکنی نہ کی جائے بلکہ حوصلہ افزائی کی جائے اور ساتھ ساتھ دیگر برائیوں سے بھی روکا جائے۔مثلاً ایک بندہ نماز بھی پڑھتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے۔سودی کاروبار بھی کرتا ہے۔اب ہم اسے کہیں کہ کیا فائدہ تیری نمازوں کا اس سے تو تو بے نمازی ہی بہتر تھا۔تو آپ سوچیں کہ اگر وہ نماز پڑھنی چھوڑ دے تو کیا اس سے برائی ختم ہو جائے گی۔جبکہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے کہ نماز تمام برائیوں سے بچاتی ہے۔تو اس کو نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے ہوسکتا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد نماز اس کو برائیوں سے روک دے۔اگر آپ کو اس بات پر بھی یقین نہیں تو خدارا اتنا تو سوچو کہ جتنی دیر تک وہ نماز ادا کر رہا ہے اتنی دیر تو وہ برائیوں سے رکا ہوا ہے۔اگر اس کو نماز ادا کرنے میں آدھ گھنٹہ لگتا ہے تو نماز نے اس کو کم از کم آدھ گھنٹہ کے لیے تو روک دیا۔ اگر وہ نماز ادا نہ کرتا تو یہ آدھ گھنٹہ بھی وہ گناہوں میں گزارتا۔چاہیے کہ ہم نماز پڑھنے میں اس کی حوصلہ افزائی کریں۔اور ساتھ ساتھ اس کو جھوٹ اور سودی کاروبار کرنے کی برائی سے آگاہ کریں تاکہ وہ ان برائیوں کو چھوڑ دے۔اسی طرح اگر کوئی بندہ نماز نہیں پڑھتا روزہ نہیں رکھتا لیکن اولیائے کرام سے محبت رکھتا ہے ان کے مزارات پر حاضری دیتا ہے تو ہم اسے ان نیک کاموں سے نہ روکیں۔اس کی حوصلہ افزائی کریں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتائیں کہ بھائی تم جن اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیتے ہو۔ان کے نقش قدم پر بھی چلو۔(تبیان القرآن ج ۱۰، ص ۲۳۴)

کیونکہ اللہ ﷻ کا کرم ہو جائے تو سو بندے کا قاتل جو کہ اولیاء کرام کی بارگاہ میں توبہ کی نسبت سے جا رہا تھا۔ابھی راستے میں ہی ہے تو اللہ ﷻ نے اسے بخش دیا۔ اسی طرح وہ بندہ جو کہ بہت گنہگار تھا۔فوت ہونے کے بعد لوگوں نے اسے دفنانے سے انکار کر دیا۔اللہ ﷻ نے اپنے نبی علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس شخص کا جنازہ پڑھا جائے۔ جب اللہ ﷻ کا نبی علیہ السلام اس کے جنازے کے لیے تشریف لائے تو لوگوں کو بھی شامل

ہونا پڑا۔ نماز جنازہ اور دفن کرنے کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ یہ شخص تو بڑا گنہگار تھا۔ آپ علیہ السلام اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لائے اس میں کیا حکمت تھی تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ یہ بندہ تو گنہگار تھا لیکن جب یہ توریت شریف پڑھتا تھا جہاں اللہ عزوجل کے پیارے حبیب ﷺ کا نام آتا تھا یہ چوم لیتا تھا۔ اللہ عزوجل کو اس کی یہی ادا پسند آ گئی۔ اللہ عزوجل نے اس کو بخش دیا۔ (الخصائص الکبریٰ ج ا،ص ۱۶)

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝

(آل عمران: ۱۱۰ پ ٤)

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر۔

افسوس! ہم نیکی کرنے والے کی اس قدر حوصلہ شکنی کرتے ہیں کہ وہ نیکی چھوڑ کر دوبارہ گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔

سوچو ہے کھاکر بلی حج کو چلی

فتح گڑھ کا ایک بہت بڑا بدمعاش بیان سے متاثر ہو کر نمازی بن گیا۔ کچھ عرصے کے بعد دوبارہ وہاں جانا ہوا تبدیلی دیکھ کر میں بڑا متاثر ہوا۔ الحمد للہ عزوجل چہرے پر داڑھی تھی سر پر عمامے کا تاج تھا۔ میں نے اس کی خیریت دریافت کی اور پوچھا کہ اب آپ کی زندگی کیسی گزر رہی ہے۔ مجھے کہنے لگا کہ حافظ صاحب میں نمازی تو بن گیا ہوں لیکن لوگ حوصلہ شکنی بڑی کرتے ہیں جب میں بازار سے گزرتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں سو چوہے کھانے کے بعد بلی حج کو چلی۔ اس کی یہ بات سن کر میں بڑا پریشان

ہوا۔ لیکن فوراً اس نے کہا حافظ صاحب میں بھی ان کو بڑا پیارا جواب دیتا ہوں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ تمہیں تکلیف ہے کہ وہ اب بھی حج کو کیوں گئی ہے۔ یعنی تمہیں تو خوشی ہونی چاہیے کہ اس نے سوچ بے کھائے مگر اب تو نیکی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ افسوس! تمھیں تو تکلیف ہو رہی ہے کہ میں اب بھی نیکی کی طرف کیوں آیا ہوں۔ مجھے برائیوں میں ہی ملوث رہنا چاہیے تھا۔

جلدی آگیا ہوں

ایک بوڑھا شخص جس کی قمر بھی جھک چکی تھی توبہ کی غرض سے کسی اللہ والے کے پاس جاتا ہے لوگوں نے دیکھ کر پوچھا بابا جی کدھر آئے ہو۔ کہنے لگا توبہ کرنے آیا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ بابا جی! اتنی دیر سے آئے ہو۔ اب تو آپ موت کے قریب پہنچ چکے ہو۔ اتنی دیر سے کیوں آئے ہو۔ بابا جی نے ان کی بات سنی اور جواب دینے لگے کہ بھائی دیر سے نہیں بلکہ جلدی آیا ہوں۔ لوگ حیران ہو گئے کہ بابا جی کیا کہہ رہے ہیں؟ پھر پوچھنے لگے کہ بابا جی جلدی کیسے آگئے ہو؟ بابا جی نے فرمایا کہ مرنے سے پہلے آ گیا ہوں؟ اللہ اکبر

بات بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ جتنی دیر ہم زندہ ہیں ہمارے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اگر سچی توبہ کر لیں تو اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے نہ صرف بندہ کے گناہ بخش دیتا ہے۔ بلکہ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ (الفرقان: ۷۰) لہٰذا ایسے معاملے میں جلدی کرنی چاہیے۔

سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں ایک بندہ حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں لیکن بدکاری کی عادت ہے میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ لہٰذا آپ مجھے زنا کی اجازت دیجیے تو میں اسلام کو قبول کر لیتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غصے میں آگئے کہ پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں یہ کیسی بے ادبی کر رہا ہے۔ اس کو شرم وحیاء نہیں۔ قریب تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو سزا دیتے۔ لیکن سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ

نے ان کو روک دیا اور ارشاد فرمایا یہ میرا مہمان ہے۔

نبی پاک ﷺ نے اسے قریب بلایا اور ارشاد فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیری ماں سے کوئی زنا کرے۔اس نے کہا ہرگز نہیں۔اسی طرح پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو پسند کرے گا کہ کوئی تیری بیوی، بہن یا بیٹی سے بدکاری کرے۔اس نے جواب دیا ہرگز نہیں برداشت کروں گا۔تو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے ساتھ تو بدکاری کرے گا وہ کسی کی بہن، بیٹی، یا ماں ہوگی۔تو وہ بھی کیسے برداشت کریں گے کہ ان کے ساتھ کوئی بدکاری کرے۔یہ سنتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔آپ ﷺ نے اس کے سینے پر پھونک ماری۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ زاروقطار رو رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ میں مسلمان بھی ہوتا ہوں اور میرے نزدیک اب زنا سے بدتر کوئی عمل نہیں رہا۔میں اس سے سچی توبہ کرتا ہوں۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۹۱ مکتبۃ المدینہ)

یہ ہے اسوۂ رسول ﷺ نصیحت کی جائے تو اس انداز میں کی جائے اور یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ اگر ہمارے اخلاق سے کسی کی زندگی میں مدنی انقلاب آگیا تو یہ ہمارے لیے صدقہ جاریہ بن جائے گا۔اس کے برعکس اگر کوئی ہمارے کردار سے بدظن ہوکر نیکی کو ترک کرکے گناہ کا راستہ اختیار کرلیتا ہے تو یہ ہمارے لیے گناہ جاریہ بھی بن سکتا ہے۔اللہ عزوجل ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

عظیم الشان تحفہ

تحفہ دینے سے محبت بڑھتی ہے اور تحفے کو رد بھی نہیں کرنا چاہیے بلکہ قبول کرنا چاہیے۔اگر تحفے کی قدر نہ کی جائے تو تحفہ لانے والا ناراض ہوجاتا ہے۔تو آیئے آج میں ایک عظیم الشان تحفے کی طرف توجہ دلانے لگا ہوں اور فیصلہ بھی خود ہی کیجیے گا کہ ہم اس تحفے کی کتنی قدر کررہے ہیں۔پہلے ایک مثال عرض کرتا ہوں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہوجائے۔

ہمارا کوئی عزیز حج وعمرہ کی سعادت حاصل کر کے واپس آئے۔ وہاں سے ہمارے لیے تحائف لائے مثلاً آب زمزم کھجوریں یا دیگر اشیاء لا کر ہمیں دیں۔ اگر ہم ان تحائف کو ضائع کر دیں۔ ان کی قدر نہ کریں تو آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ تحفہ لانے والے کا دل کس قدر دکھے گا۔ وہ ہم سے کتنا ناراض ہو جائے گا۔ اس سے پتہ چلا کہ جو تحفہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی مشکبار فضاؤں کو چومتا ہوا آیا ہے۔ جو اس کی قدر نہ کرے تو تحفہ لانے والا ناراض ہو جاتا ہے۔ تو کبھی سوچا ہے کہ نماز کہاں کا تحفہ ہے اسے بھیجنے والا کون ہے۔ اور کن کے لیے بھیجا گیا ہے۔

یاد رکھیں نماز لامکانوں کا تحفہ ہے معراج شریف کی رات اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو لامکانوں سے آگے بلا کر یہ تحفہ عطا فرمایا۔ اندازہ کریں تمام احکامات زمین پر آئے اور نماز کا تحفہ لامکانوں سے آگے بلا کر دیا گیا۔ اس تحفے کو بھیجنے والا رب العالمین ہے اور لانے والے رحمۃ اللعالمین ہیں اور لائے اپنی امت کے لیے ہیں۔ ذرا خود ہی سوچیں جو اس عظیم الشان تحفے کی قدر نہیں کریں گے۔ ان سے اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب ﷺ ناراض ہو جائیں گے اور جس سے اللہ عزوجل اور اس کا حبیب ﷺ ناراض ہو گئے اسے دنیا اور آخرت میں سکون مل جائے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جو خوش نصیب افراد اس تحفے کی قدر کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ ان سے کس قدر خوش ہوتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ میں اس سے یہ مطلب اخذ کرتا ہوں کہ امتی کو نماز پڑھتے دیکھ کر میرے آقا ﷺ کی خوشی سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے اور نماز اندھیری قبر کا چراغ ہے۔ نماز میں شفا ہے نماز پل صراط پر مومن کے لیے نور ہوگی۔ قیامت کے روز نبی پاک ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی اور نمازی کے لیے سب سے بڑا انعام کہ اسے قیامت کے روز اللہ عزوجل کا دیدار بھی نصیب ہوگا۔

جبکہ بے نمازی سے اللہ عزوجل سخت ناراض ہوتا ہے۔ بے نمازی کی عمر سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔اس کا رزق تنگ کردیا جاتا ہے۔ جو جان بوجھ کر ایک نماز ترک کردیتا ہے اس کا نام دوزخ کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے کہ اس دروازے سے اسے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔اتنی دیر تک اس کا نام وہاں سے مٹایا نہیں جاتا جب تک وہ نماز ادا نہیں کر لیتا۔ بے نمازی کی قبر میں آگ بھڑکا دی جاتی ہے۔ بے نمازی کی قبر میں ایک گنجا سانپ مسلط کیا جاتا ہے۔ جب وہ اس کو ڈستا ہے تو بندہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے۔ پھر وہ لوہے کے ناخنوں کی مدد سے اس کو باہر نکال کر پھر ڈستا ہے بے نمازی کا حساب بھی سختی سے لیا جائے گا۔

خدارا! اپنے نازک بدن پر ترس کھائیں ۔ آج اگر ایک جلتی سگریٹ پر ننگا پاؤں آجائے تو ایک دم اچھل پڑتے ہیں۔سگریٹ کی آگ تو برداشت نہیں ہوتی تو دوزخ کی آگ کیسے برداشت ہوگی جو کہ دنیا کی گرم ترین آگ سے بھی ستر درجے زیادہ گرم ہوگی۔اس کو ہمارا بدن کیسے برداشت کر پائے گا۔

لہٰذا لرز جائیں اور سچی توبہ کریں۔پانچوں نمازیں باقاعدگی سے ادا کریں۔ اپنی زندگی کی قضا نمازیں بھی ادا کرنا چاہتے ہیں تو میری تحریر کردہ کتاب ''نمازی بننے کا نسخہ'' کا مطالعہ کریں۔ بلکہ اس کتاب کو ایصال ثواب کی نیت سے دوسروں تک پہنچائیں۔انشاءاللہ ﷻ آپ کا دیا ہوا تحفہ محبت میں اضافے کا باعث بننے کے ساتھ ساتھ صدقہ جاریہ کا سبب بھی بنے گا۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابو المدنی حافظ حفیظ الرحمن قادری رضوی کی تصانیف

عقائد اور اعمال کی اصلاح کے لئے ان کتابوں کا بھی مطالعہ کریں۔
جن کے مطالعہ سے بے شمار لوگوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوا۔

